ہندوستان قدیم

اور

اسلام

پہلا حصّہ

از

خواجہ خلیل احمد شاہ

جب فرقہ وارانہ تحریکوں کے مُضر اثرات سے بچنے کی کوئی صورت نہ دکھلائی دی اور رزندوں کو بالکل غافل پایا تو گذرے ہوے لوگوں کی زندگیاں بطور صفائی پیش کرنے کا ارادہ ہوا۔ اُس وقت "مکمل تاریخ اسلام اور ہندوستان پر اسلامی حکومت" مصنفہ جناب مفتی شوکت علی صاحب فہمی سے یاد تازہ کی اور تاریخوں کی صحت کی اور "آئینہ حقیقت نما" جلد اوّل مصنفہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی مرحوم سے اقتباسات لئے۔

ناظرین کتاب "ہندوستان قدیم اور اسلام" سے گذارش ہے کہ اگر وہ اس سلسلہ کو پسند کریں تو اکبر شاہ خاں مرحوم کی روح کو تلاوت قرآن کریم کے ذریعہ ثواب پہونچادیں۔ اور مفتی شوکت علی صاحب فہمی کے لئے دعا کریں کہ خداوند قدوس ان کی عمر دراز کرے تاکہ وہ ہندوستان کے اسلام کیلئے خدمات کرتے رہیں۔

جن صاحبان کے پاس یہ کتاب بلا طلب پہونچے وہ اپنی تحریری رائے سے نیازمند کو ضرور مطلع کریں۔

خواجہ خلیل احمد شاہ

محلہ سید واڑہ۔ بہرائچ

۸ مئی ۱۹۵۴ء

ہندوستان قدیم اور اسلام

حصہ اول

مختصر حالات

سنہ ۲۶ھ ۶۴۶ء — سنہ ۹۶ھ ۷۱۷ء

از

خواجہ خلیل احمد شاہ۔ سابق ممبر کونسل صوبہ یو، پی وانچارج جمعیتہ مسعودیہ ہند بہرائچ ومحرک ایام بسنت درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ واقع بہرائچ۔ یو۔ پی۔ ہندوستان

سنہ ۱۹۵۴ء

اگر یہ پمفلٹ مفید اور موجودہ زمانے کے لحاظ سے ضروری سمجھا جاوے تو اس کی اشاعت ہندی زبان میں بھی ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہمدردان اسلام ایثار وقربانی سے اس تحریک کو تقویت دیں۔ اس لئے جو حضرات ہندی پمفلٹ کی اشاعت کو مفید سمجھیں تو وہ نیازمند سے خط وکتابت کریں یا ملاقات کریں تاکہ آئندہ اردو و ہندی کے پمفلٹ سلطان محمود غزنوی، حضرت سید سالار مسعود غازیؒ وغیرہ کی زندگیوں کے متعلق ساتھ ساتھ شایع کیئے جاسکیں

خواجہ خلیل احمد شاہ۔ محلہ سید واڑہ۔ بہرائچ۔

نوٹ نمبر ۱۔ کوئی صاحب بلا اجازت ان پمفلٹوں کو شایع نہ کریں۔
نوٹ نمبر ۲۔ جملہ خط وکتابت میں "محلہ سید واڑہ بہرائچ۔ یو۔ پی" کا پتہ لکھیں

پہلی بار ۲۰۰۰ کاپی — بماہ مئی سنہ ۱۹۵۴ء — قیمت فی جلد ۸/

۷۸۶

دیباچہ

محمد بن قاسم، سلطان محمود غزنوی، اور حضرت سید سالار مسعود غازی وغیرہ کے متعلق غلط واقعات فرقہ وارانہ جماعتیں اپنی مذہبی تحریکوں میں بیان کرکے عام ہندوؤں کے جذبات بھڑکا کر مسلم دشمنی کی ایسی سکیم چلارہے ہیں جس سے مسلمانان ہند سخت خطرہ میں گھرتے جارہے ہیں مسلمانان ہند کو سری جے جے سنگھ سکریٹری انڈیا لیگ امریکہ کا شکر گذار ہونا چاہئے کیونکہ موصوف نے ۱۹۵۱ء میں اپنے ایک مضمون سے خطرہ کی گھنٹی بجاکر گورنمنٹ ہند کو آگاہی دی تھی کہ:-

واشنگٹن ۲۰ ستمبر ۱۹۵۱ء۔ امریکا کی انڈیا لیگ کے صدر مسٹر جے سنگھ نے نیویارک ہیرلڈ ٹریبون (اخبار) میں ایک بیان شایع کیا ہے کہ ہندوستان کے کٹر فرقہ پرست ہندو ہندوستان میں فسطائی حکومت قائم کرینگے جس کی وجہ سے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو مٹ جانا پڑیگا۔ اگر یہ کٹر فرقہ پرست ہندو برسر اقتدار آگئے تو جمہوریت کا نام لینا گناہ کبیرہ تصور کیا جائیگا۔ اصل مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

ان لوگوں کی تقریروں اور بیانوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ برسر اقتدار آنے کے بعد ہندومت کی

برتری کی وہی کوشش شروع کردینگے جو ہٹلر نے جنگ عظیم
سے پیشتر آرین نسل کی برتری کے لئے جرمنی میں کی تھی
ان کے ہاتھوں چار کروڑ مسلمانوں کا وہی حشر ہوگا جو نازیوں
کے ہاتھوں یہودیوں کا ہوا تھا۔"

چاہئے تو یہ تھا کہ گورنمنٹ اس آگاہی سے چوکنا ہوکر فرقہ
دارانہ جماعتوں کے ساتھ سختی کرتی اور ہمکو اس کا اقرار ہے کہ پنڈت
جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان میں فرقہ دارانہ جماعتوں کے خلاف
زبانی اعلان کرتے ہیں اور مسلم اقلیتوں کو سہارا دیتے ہیں مگر فرقہ وارانہ
جماعتوں کی سازشوں کے شکار مسلمان برابر ہو رہے ہیں مسلمانوں کے
جان و مال کی حفاظت کا سوال اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ
حکام گورنمنٹ و پولیس علانیہ فرقہ وارانہ جماعتوں کی سازشوں کو
نظر انداز کرتی ہیں۔

ان حالات میں خود مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ فرقہ دارانہ
ہندوؤں کے مسلم دشمنی کے آلہ کو کند کردیں اور یہ اُسی وقت
ہوسکتا ہے جبکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی قدیم تاریخ سے فرقہ دارانہ
ہندوؤں کے غلط الزامات جنسے کہ ہندوؤں کے دماغ زہریلے ہوئے
ہیں ان کی تردید علانیہ کی جاوے اور یہ پمفلٹ اس سلسلہ کا پہلا
نمبر ہے۔

خواجہ خلیل احمد شاہ

بانی اسلام

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۱۹ اگست ۵۷۰ء میں مکہ (عرب) کے ایک مشہور تجارت پیشہ خاندان بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔ اس وقت عرب کے لوگ خدا کو بھول کر بت پرستی، بدکاری، شراب نوشی، قمار بازی اور دختر کشی، اور تمام برائیوں اور بری عادتوں میں مبتلا تھے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم شروع زندگی سے ان باتوں کے مخالف تھے۔

آغاز اسلام

مگر جب سنہ ۶۱۱ء میں اعلان نبوت کے بعد حضرت محمد صلعم نے کھلم کھلا اس قسم کی جملہ برائیوں کے خلاف باقاعدہ کوشش شروع کر دیا تو عرب کے لوگ حضرت محمد صلعم کے اور آپکے ماننے والوں کے سخت دشمن ہو گئے اور آپکو ہر طرح کی تکلیفیں پہونچانے لگے آخر کار آپنے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی اور اسی لئے یہ سال ہجری کا پہلا سال یعنی سنہ ۱ھ مطابق سنہ ۶۲۲ء قرار پایا اور مسلمانوں کا یہ سال چاند کے حساب سے چلا آرہا ہے۔ جب مسلمانوں نے مدینہ میں قوت پکڑی تو سنہ ۸ھ مطابق سنہ ۶۲۹ء میں مسلمانوں نے مکہ شریف پر قبضہ کر لیا۔ حضرت محمد صلعم نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق ۸ جون سنہ ۶۳۲ء کو ترسٹھ سال کی عمر میں دنیا کو خیرباد کہا۔ آپکے زمانہ میں تمام عرب مسلمان ہو چکا تھا۔ آپکے ساتھی صحابہ کہلائے اور جانشین خلیفہ کہلائے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں ہندوستان کی حالت

سنہ ۸ھ مطابق سنہ ۶۲۹ء میں فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی قوت عرب ملک میں بڑھ رہی تھی اور اسی زمانہ میں ہندوستان میں بدھ مذہب کی حکومت تھی اور مہاراجہ ہرش وردھن بدھ مذہب کا پیرو تھا مگر وہ برہمن کو بھی آزادی مذہب دیئے ہوئے تھا اس راجہ کی حکومت نہایت شاندار اور قوت ور تھی اور اس کی حکومت کا دبدبہ دور دور تک تھا۔

ہندوستان کی حکومت میں انتشار اور کمزوری

لیکن سنہ ۲۶ھ (سنہ ۶۴۷ء) میں جبکہ حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ سوم سنہ ۲۳ھ (سنہ ۶۴۴ء) کا دور تھا تو مہاراجہ ہرش وردھن کا انتقال سنہ ۶۴۷ء میں ہوگیا اور اسکے بعد حکومت ہند بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ اس حکومت کا شکست ہونا تھا کہ سارے ہندوستان میں بدنظمی اور طوائف الملوکی کی وجہ سے چاروں طرف حکومتیں قائم ہوگئیں۔

راجپوت قوم

یہ قوم راجپوت بیرونی اقوام کی اولاد ہیں جو وسط ایشیا سے ہندوستان میں داخل ہوکر یہیں آباد ہوگئے۔ اور انھوں نے شروع ہی سے پیشہ سپاہ گری اختیار کرلیا۔ یہ قوم راجپوت شروع زمانہ سے ہی فوج میں نمایاں رہی اور موقعہ پاکر ابھرتی گئی۔

برہمنوں کا اثر راجپوتوں پر

راجہ ہرش وردھن کی موت کے بعد جب کوئی بدھ حکومت باقی نہ رہی تو برہمنوں کو بدھ مذہب والوں کو مٹانے اور ہندو دھرم کو زندہ کرنے کا موقع مل گیا۔ ان راجپوتوں کو راجپوت بنانے اور اُبھارنے میں بہت بڑا حصہ ان برہمنوں کا تھا جن کا اقتدار بُدھ مذہب نے مٹا دیا تھا۔ لیکن بغیر فوجی قوت کے نہ بُدھ مذہب ختم ہو سکتا تھا اور نہ برہمن مذہب اُبھر سکتا تھا۔ اسی لئے برہمنوں نے ان باہر سے آئے ہوئے قبیلوں کو چھتری یعنی راجپوت کا لقب دیا۔ راجپوت کے معنی شہزادے کے ہیں۔ اس لئے جوں جوں بُدھ حکومتیں ہندوستان میں مٹتی گئیں توں توں ان کی جگہ راجپوت حکومتیں ہوتی گئیں اور یہ حکومتیں اُجین۔ قنوج۔ دہلی۔ راجپوتانہ۔ گجرات۔ پنجاب سندھ۔ بندھیل کھنڈ۔ مالوہ۔ اسی ہندوستان کے ہر حصہ میں قائم ہو گئیں اس لئے محمد بن قاسم۔ امیر سبکتگین۔ محمود غزنوی۔ محمد غوری اور دوسرے مسلم حملہ آوروں کو ہندوستان میں ان ہی منتشر اور خودسر راجاؤں سے مقابلہ کرنا پڑا اور چونکہ ان میں مرکزیت نہ رہ گئی تھی اس وجہ سے ان کو برابر شکستیں ہوا کیں۔

عربوں کی تجارت

اسلام کے قبل زمانے سے جنوبی ہند بالخصوص مالابار میں بدھ مذہب برہمنی مذہب، یہودی، عیسائی، جینی، مجوسی، ہندوستان کے قدیم غیر آریہ

باشندے اور عرب کے مشرکین اور صابی لوگ سب ہی کی آمد رفت تھی اور یہ بعض آباد بھی ہو چکے تھے۔ عرب کی تجارت کا دائرہ شمال کی جانب بحر اسود کے ساحل اور روس تک اور جنوب مشرق میں مالابار۔ کارومنڈل۔ سرآندیپ جاوہ۔ سماٹرا۔ اور چین کے ساحل تک بذریعہ بادبانی کشتیوں کے تھا۔ انھیں کشتیوں پر بیٹھکر وہ ان ممالک سے تجارت چلاتے تھے۔ اس وقت مالابار چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا اور یہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں حجاز، یمن اور فارس کے تاجروں کے ساتھ اپنے منافع کی وجہ سے نہایت نرمی اور رواداری کا سلوک روا رکھنے پر مجبور تھیں۔ ایک چھوٹے سے خطۂ ملک میں اس قدر کثیر التعداد مذاہب کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ شمالی ہند کیطرح مالابار میں مذہبی تعصب کا دور دورہ نہ تھا اور اس وقت جو مذہب ملک کا تھا وہ بدھ مذہب سے ملتا جلتا تھا۔ مشہور مورخ لی بیان فرانسیسی اپنی کتاب تمدن عرب میں لکھتا ہے کہ:-

"عربوں نے تجارتی تعلقات کو بہت وسعت اور ترقی دی اور وہ بہت جلد ساحل کارومنڈل۔ مالابار۔ سماٹرا جزائر ہند کو طے کرتے ہوئے جنوبی چین تک پہونچ گئے"۔

ہندوستان کی تاریخ

تاریخوں کا یہ بیان کہ مسلمان ہندوستان میں سنہ ۹۳ھ (۷۱۲ء) میں محمد بن قاسم کے حملہ سندھ کے وقت آئے بالکل تاریخی حیثیت سے غلط ہے

انگریز جو اپنی حکومت کی مضبوطی ہندوستان میں ہندو مسلم سوال میں دیکھتا تھا اسی لئے
اُس نے ایسی تاریخیں انگریزی میں لکھیں جس میں مسلمانوں کے متعلق غلط اور فرضی
باتیں فرقہ وارانہ رنگ میں پیش کرکے ہندو مسلمانوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اور
جس کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں ایسا تخم بویا گیا کہ اسکے اثر سے متحدہ ہندوستان
خود بخود دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور اب بھی ہندوستان و پاکستان میں ایسے لوگ موجود
ہیں جو ابھی تک انگریزی تاریخ کا پروپگنڈا کرتے ہیں۔ پاکستان و ہندوستان میں
فرقہ وارانہ لیڈران محمد بن قاسمؒ سلطان محمود غزنوی اور حضرت سید سالار مسعود
غازیؒ کی زندگیاں اپنے اپنے رنگ میں بیان کرکے انگریزی تاریخ کے درخت کو
سینچتے ہیں پاکستان کا پروپگنڈا اِن ہستیوں کو خالص اسلامی مجاہد کی شکل
میں پیش کرتا ہے۔ اور ہندوستان کی فرقہ وارانہ ذہنیت کا پروپگنڈا ان کو
ظالم لٹیرا۔ ہندوؤں کا دشمن بتلاتا ہے۔ اور نہایت تیزی سے ہندوستان
میں انگریزی تاریخ کا زہر ہندوؤں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلتا
چلا جا رہا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے لئے سخت خطرناک ہے۔ مسلمان اِس
طرف سے بالکل غافل ہیں۔ نیاز مند کا یہ پہلا پمفلٹ ہے جسکے ذریعہ ہندوستان
قدیم اور اسلام حصہ اوّل پیش کیا جا رہا ہے جس سے کہ صحیح وجہ اور حالات
محمد بن قاسم کے حملہ سندھ کی معلوم ہو سکتی ہے۔

ہندوستان میں اسلام کب آیا

جب اسلام کے انقلاب نے عرب میں حق و صداقت کا ڈنکا پیٹا تو جو عرب

مسلمان ہو کر دنیا کے ہر حصہ اور خصوصاً دکھنی ہند اور مالابار میں بغرض تجارت
آئے وہ وحدانیت اور رسالت حضرت محمد صلعم کا پیام لے کر آئے اور ان
مقاموں میں مقیم عربوں نے بلا حجت اسلام قبول کر لیا اور اس طرح اسلام
ہندوستان میں آیا اور اسلام کا اثر اس وقت اس قدر تھا کہ عربوں کے
علاوہ بدھ مذہب اور دیگر غیر مسلم باشندگان نے بھی اسلام قبول کرنا شروع
کیا۔ اسی زمانہ میں راجہ زموردن یا سامری نے شق القمر کی تصدیق کے بعد
آنحضرت محمد صلعم کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور اسی زمانہ میں
راجہ سراندیپ بھی مسلمان ہو چکا تھا۔ اور برابر اسلام کی ترقی شمالی ہند میں
ہوتی گئی۔ اور اسلام بلا جنگ دکھنی ہندوستان میں پھیلتا گیا۔

ایران اور سندھ کی جنگیں

ایران کی سلطنت اور سندھ کی حکومت کے درمیان عرصہ دراز سے جنگ
جاری رہتی تھی اور کبھی صلح رہتی تھی کبھی ایرانی دریائے سندھ تک کا
علاقہ اپنے قبضہ میں لے آتے اور کبھی سندھ کے راجہ مکران صوبہ
ایران کے پہاڑوں اور میدانوں تک پہونچ جاتے تھے۔ ایرانی
سلطنت کے صوبہ حصیر کا گورنر ہرمز جنگی بیڑا لے کر بار بار سندھ کے
ساحل پر حملہ آور ہوتا تھا اور یہاں سے جاٹوں کو گرفتار کر لے جاتا تھا

مسلمانوں اور ایرانیوں سے جنگیں

حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کے وقت میں بلکہ پہلے سال

خلافت میں حضرت خالد نے ایرانیوں سے جنگ کی اس جنگ کا سردار لشکر ایران ہرمز تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں سے جنگ چھیڑنے کے بعد ہی سندھیوں سے صلح کرلی۔ ہرمز نہایت مشہور اور ایران کا سب سے بہادر اور منچلا سردار سمجھا جاتا تھا اور اس کی بہادری کی دھاک ایران و ہندوستان و عرب میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بحری اور بری دونوں قسم کی لڑائیوں کا تجربہ کار تھا۔ اور ساتھ ہی اعلےٰ درجہ کا سیاست داں تھا۔ یہ اس کی سیاست دانی تھی کہ اس نے صرف یہی نہیں کیا کہ قدیم دشمن سندھ سے اس وقت صلح کرلی بلکہ اس صلح کے اثر سے ہرمز نے اُن سندھی جاٹوں کو جن کو کہ وہ سندھ سے گرفتار کرکے لانا رہا ان کو مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے آمادہ کرلیا۔ اور اس طرح ایرانیوں اور سندھی جاٹوں کی فوجیں مسلمانوں کے مدمقابل تھیں۔ مگر ہرمز کے دل میں سندھیوں کی پرانی دشمنی کا خطرہ تھا اس لئے اُس نے ہر جاٹ کے پانوں میں زنجیر ڈالدی تھی کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نہ جاویں۔ تاریخ میں اس جنگ کو جنگ ذات السلاسل کہتے ہیں۔ اس جنگ میں امیر لشکر اسلام حضرت خالد ابن ولید تھے۔ ان کے سامنے ہرمز کی نہ سیاست چلی نہ لڑائی کا تجربہ جب ہرمز اور حضرت خالد کا مقابلہ ہوا تو ہرمز مارا گیا۔ اور یہ جنگ ذات السلاسل سنہ ۱۲ھ (سنہ ۶۳۱ء) میں لڑی گئی۔

سندھی جاٹوں کا مسلمان ہونا

جب جنگ ذات السلاسل میں ایرانیوں کو شکست ہوئی تو بہت سے

جاٹ زنجیریں توڑ کر بھاگ گئے۔ اور جو باقی بچے وہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور وہ بخوشی مسلمان ہو گئے۔ اور آزادی کے ساتھ عربوں میں مل گئے۔ اس جنگ کے بعد حضرت خالدؓ ملک شام کی طرف چلے گئے۔ مگر ایرانیوں اور ان کے ساتھ سندھیوں سے سلسلہ جنگ برابر جاری رہا۔

جنگ قادسیہ

سنہ ۱۴ھ (سنہ ۶۳۳ء) میں جبکہ حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت تھا تو ایران کے بادشاہ نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی پوری تیاری کی اور اس دو برس میں ایرانی متواتر شکستیں مسلمانوں سے کھا چکے تھے۔ شہنشاہ ایران یزدجرد نے اپنے تمام صوبوں اور دوسرے بادشاہوں سے بھی مدد طلب کی اس نے ایک سفارت راجہ سندھ کے پاس بھیجی۔ راجہ سندھ نے علاوہ فوج کے سب سے بڑی بیش قیمت مدد یہ کی کہ اپنے جنگی ہاتھیوں کی فوج بھی مسلمانوں کے خلاف روانہ کی۔ راجہ نے اپنی سواری کا خاص سفید ہاتھی بھی روانہ کردیا اس جنگ قادسیہ میں تین یوم تک جنگ جاری رہی۔ اِس لڑائی میں سندھی ہاتھیوں نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہونچایا۔ تیسرے دن جب سفید ہاتھی کو مسلمانوں نے مار ڈالا اس وقت ہاتھیوں کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اسی دوران میں ایرانی لشکر کا سپہ سالار رستم بھی مارا گیا اور اسلامی لشکر کو ایرانیوں پر فتح حاصل ہوئی۔

ہرمزان کا فرار

جنگ قادسیہ اور جنگ نہاوند کے درمیانی زمانے سنہ ۶۳۶-۶۴۲ء
مطابق سنہ ۱۴-۲۱ھ کا واقعہ ہے کہ اہواز کے ایرانی گورنر نے ہرمزان، شہنشاہ ایران
یزدجرد کے مدائن کی طرف فرار ہونے کے بعد ایک اپنی خود مختار حکومت قائم کرلی
تھی اور اپنی فوج میں ایرانیوں کے علاوہ سندھی جاٹوں کو بھی شامل کرلیا تھا
اور راجہ سندھ سے بھی مدد طلب کی۔ مگر اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت
ابو موسیٰ اشعریؓ نے ہرمزان کا محاصرہ تستر قلعہ میں کیا۔

سندھی جاٹوں کا پیغام صلح اور قبول اسلام

تستر قلعہ کے محاصرہ کے دوران سندھی جاٹوں کے سردار نے حضرت ابو موسیٰ
سپہ سالار اسلامی لشکر کے پاس پیغام صلح معہ چند شرائط کے بھیجا جس کو انھوں نے
منظور نہیں کیا۔ مگر جب حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو اطلاع ہوئی تو فوراً شرائط منظور
کر لئے۔ ان شرائط کی منظوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سندھی جاٹوں نے امیر لشکر
کے پاس آکر اسلام قبول کرلیا۔

ہرمزان کا مسلمان ہونا اور جاٹوں کی مستقل آبادی

اس کے بعد ہرمزان گرفتار ہوگیا اور وہ حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں
مدینہ منورہ روانہ کردیا گیا۔ وہاں جاکر وہ مسلمان ہوگیا۔

یہ جاٹ جو مسلمان ہوئے تھے اُن جاٹوں کے پاس چلے گئے جو ۱۲ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور ملک عراق میں آباد ہو گئے تھے عرب مسلمانوں میں رل مل گئے۔ یہ جاٹ عرب میں زُط کے نام سے مشہور ہوئے۔ مسلمانوں نے ان مسلم جاٹوں کو بڑے بڑے درجے دئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ خلیفہ چہارم کے دورِ خلافت میں یہ نو مسلم جاٹ بصرہ کے خزانہ کے محافظوں میں تھے۔ اس قوم کی اہمیت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ خلیفہ معتصم باللہ عباسی سنہ ۲۱۸ (سنہ ۸۳۳) کے زمانہ تک زط قوم کو عراق میں قابل ذکر اہمیت حاصل تھی۔ ان لوگوں میں علما و صلحا بھی پیدا ہوئے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ جو عالم اسلام میں عام شہرت رکھتے ہیں وہ بھی اسی قوم زط سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ سنہ ۸۰ھ (سنہ ۷۰۲ع) میں پیدا ہوئے۔ جس وقت محمد بن قاسم نے سنہ ۹۳ع میں سندھ پر حملہ کیا۔ اس وقت امام اعظم کی عمر بارہ ۱۲ سال کی تھی۔

حضرت عمر رضؓ نے سندھ پر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی

مکران کے عامل نے مکران سے آگے بڑھ کر اس حصۂ ملک پر بھی قبضہ کرنا ضروری سمجھا جو سندہ کے راجہ ساہسی کے زمانے میں ایرانیوں کے قبضہ میں تھا اور تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ سندھ کے راجہ چچ نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر حضرت فاروق اعظم رضؓ نے مناسب نہ سمجھا کہ انتقام یا ملک گیری کے لئے ہندوستان سے جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری کیا جاوے۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم کے عہدِ خلافت میں کوئی حملہ سندھ یا ہندوستان کے خلاف نہ ہوا۔

حضرت عثمان غنیؓ خلیفۂ سوم کے دورِ خلافت میں سندھیوں سے جنگ

۲۴ھ (۶۴۴ء) دورِ خلافت حضرت عثمان غنیؓ میں بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر نے عبدالرحمن بن سمرہ عامل کرمان کو اجازت دی کہ سندھی فوجوں کو جو راجہ چچ کی اولوالعزمی کے باعث سرحد مکران پر جمع ہو کر دھمکی دے رہی تھیں ان کو نکالدے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن سمرہ نے حملہ کر کے سندھی فوجوں کو بھگا دیا۔ اور مکران سے سرحد کیکانان تک کا تمام علاقہ چھین لیا۔ یہی وہ علاقہ تھا جو راجہ چچ کے علاقہ سندھ میں چند سال سے شامل تھا۔ مسلمانوں کے حملہ کا ایک سبب اور تھا کہ ایرانی جو ایران سے بھاگ کر سندھ میں آباد ہو گئے تھے اور اس علاقہ کو اسلامی ممالک کے لئے خطرناک بنا دیا تھا عبدالرحمٰن بن سمرہ کو کیکان فتح کر کے اور سندھیوں کی فوجوں کو بھگا کر کابل کی طرف جانا پڑا۔ اور سندھ کے اندر اسلامی فوجیں نہیں داخل ہوئیں۔ ۳۸ھ (۶۵۸ء) میں حارث بن مرّہ نامی ایک سردار نے عامل مکران کے حکم سے ایک ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کیا اور بیس ہزار سندھیوں کے لشکر کو شکست دے کر امن و امان پھر بحال کر دیا اور سندھ کے اندر اسلامی فوجیں نہیں داخل ہوئیں۔

حضرت امیر معاویہ کی فوجوں کا سندھ میں داخلہ

۴۱ھ (۶۶۱ء) کے قریب پھر سرحد پر بے امنی کے آثار اور بے چینی

کے اسباب معلوم ہوئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن سواد کو چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ بطور سرحدی محافظ دستہ کے مشرقی سرحد پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ مگر باغیوں نے مسلمانوں کو گھیر کر سردار لشکر عبداللہ بن سواد کو قتل کر ڈالا۔

پہلا حملہ ہندوستان پر یعنی اسلامی لشکر کا ملتان شہر فتح کرنا

۴۴ھ (۶۶۶ء) میں امیر مہلب بن ابی صفرہ نے کابل کی بغاوت فرو کرنے کے بعد قندھار کی طرف توجہ کی۔ یہاں کے باغی مغرورین کابل کے ساتھ مل کر دریائے سندھ کے اس طرف چلے آئے۔ کابل میں عام طور پر لوگوں کا مذہب بُدھ مذہب اور قندھار میں آتش پرستی تھا۔

مخالفین اسلام ذرا انصاف فرمائیں

کابل و قندھار فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے کسی کو اپنا مذہب بدلنے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔ بلکہ وہ ایک مدت تک اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔ مقاتل بن حیان ابو مسلم خراسانی کے خروج کے زمانے ۱۳۲ھ (۷۵۰ء) میں کابل بھاگ گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور وہ سب مسلمان ہو گئے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دوسری صدی کا بھی ایک معقول حصہ گزر جانے کے بعد تک کابل میں غیر مسلم آباد رہے اور کسی بادشاہ یا سپہ سالار کے خوف سے نہیں بلکہ ایک عالم کے وعظ و نصیحت سے مسلمان ہوئے تھے۔

مگر جو ایرانی اور کابل و قندھار کے غیر مسلم باغی و سرکش مسلمانوں کے

خلاف متحد ہو گئے تھے اور راجہ سندھ کی عملداری میں سکونت اختیار کرلی تھی ان کو ریاست سے ہر قسم کی امداد ملتی تھی ان کے تعاقب کا سلسلہ امیر مہلب نے جاری رکھا اور دریائے سندھ کو عبور کر کے ملتان تک تعاقب کیا۔ ملتان اُس زمانے میں ملک سندھ کے شمالی حصہ کا صدر مقام تھا جہاں راجہ چچ کا ایک وایسرائے رہتا تھا۔ امیر مہلب نے ملتان فتح کر کے راجہ چچ کو ایک سبق دیا کہ سلطنت اسلامیہ کے باغیوں کو پناہ دینا اور سرحدی علاقوں میں بغاوتیں برپا کرانا نہایت خطرناک کام ہے۔ مگر مسلمانوں نے ملتان یا سندھ کے کسی حصہ پر قبضہ نہ رکھا۔ البتہ مسلمانوں نے بلوچستان کے اُس حصہ کو جو مکران سے کیکان تک وسیع تھا اپنے قبضہ میں رکھا کیونکہ کچھ دن پہلے راجہ چچ نے اس حصہ کو اپنی سلطنت میں ملالیا تھا۔ سندھ کا راجہ چچ سنہ ۵۵ ھ (سنہ ۶۷۵ ع) میں فوت ہُوا اور اسکے بعد اسکے لڑکے راجہ چندر نے حکومت کی۔ چونکہ یہ راجہ صلح کل تھا اور لالچی نہ تھا اس لئے اس نے اطمینان سے حکومت کی اور کوئی بغاوت سرحد پر ایسی نہ ہوئی جس سے راجہ چندر کی حکومت اور مسلمانوں سے جنگ ہوتی راجہ چندر کی وفات سنہ ۶۳ ھ (سنہ ۶۸۳ ع) میں ہوئی۔

راجہ داہر آخری راجہ سندھ

سنہ ۶۳ ھ (سنہ ۶۸۳ ع) میں راجہ داہر چھوٹا بیٹا راجہ چندر کا تخت سندھ پر بیٹھا۔ اس وقت اسلامی سلطنت عرب کی سیاست یہ تھی کہ مسلمانوں کی حکومت اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے سخت خطرہ کی حالت میں تھی راجہ داہر کی تخت نشینی

کے دو برس بعد یعنی ۶۵ھ (۶۸۵ء) میں خلیفہ عبدالملک اموی تخت نشین ہوا۔ مگر شام، عراق، عرب، ایران، ترکستان وافغانستان وغیرہ میں جو جو گورنر تھے وہ مرکزی حکومت کی کمزوری کی وجہ سے سب خود مختار ہو گئے تھے اور یہ فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا تھا کہ آئندہ عالم اسلامی کا واحد فرمانروا یعنی خلیفۃ المسلمین کون ہوگا۔

سندھیوں کا حملہ صوبہ قندھار پر

اس کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کے لئے راجہ داہر کے نائب سلطنت یعنی حاکم ملتان نے ۶۵ھ (۶۸۵ء) میں قندھار پر حملہ کر دیا۔ مگر اسلامی لشکر نے سندھی افواج کو صرف شکست ہی نہ دی بلکہ ملتان کی دیواروں تک سندھی فوج کا پیچھا کیا۔

عبدالملک بن مروان کا بادشاہ اسلام یعنی خلیفۃ المسلمین ہونا

سندھی حکومت کی یہ چھیڑ چھاڑ دیکھ کر عبدالملک بن مروان کو قیام مرکزیت کی فکر ہوئی اور تھوڑے عرصہ میں تمام مدعیان حکومت وخلافت اسلامیہ پر غلبہ حاصل کرکے اور اپنی مرکزی حکومت کو مضبوط بنا کر بادشاہ عرب اور خلیفۃ المسلمین ہو گیا اور عرصہ تک عبدالملک بن مروان اور اس کی اولاد بلا شرکت غیرے فرمانروائے عرب اور خلیفۃ المسلمین رہی۔ عبدالملک بڑا ذی حوصلہ بہادر اور اولوالعزم شخص تھا۔ بادشاہ عرب ہونے پر اس نے راجہ داہر اور

ملک سندھ سے کسی قسم کا انتقام لینا اور حملہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔

حجاج بن یوسف ممالک مشرقیہ کا وائسرائے

عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ دمشق (عرب) نے اندرونی خطرات پر غالب آکر اپنے مشہور اور مدبر سپہ سالار حجاج بن یوسف کو ممالک مشرقیہ کا وائسرائے بنا کر بھیجا۔ حجاج نے اول کوفہ میں آکر وہاں کا انتظام کیا۔ اور پھر بصرہ میں پہونچکر ۷۵ھ (۶۹۵ع) میں سعید بن اسلم کلابی کو مکران کا حاکم مقرر کیا۔

اسلامی لشکر کا مسلم باغیوں سے مقابلہ

چند روز پیشتر مکران میں بعض فوجی سردار حجاج سے ناراض تھے اس لئے انھوں نے اس کے احکامات ماننے سے انکار کیا اور اس وجہ سے یہاں کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔ سعید ابن اسلم نے مکران پہونچکر سرکش و نافرمان لوگوں کے سردار کو گرفتار کر کے بڑی بیدردی سے قتل کیا۔ اور اس کا سر حجاج کے پاس بھیجدیا۔

علافیوں کی بغاوت

قبیلہ سامہ کے دو شخص جو آپس میں حقیقی بھائی تھے اور حرث کلابی کے بیٹے تھے مکران کے علاقہ میں فوجی افسر اور اچھا اثر و اقتدار رکھتے تھے اور اُس سردار کے بھی رشتہ دار تھے جس کو سعید ابن اسلم نے بیدردی سے قتل کیا تھا۔ ان دونوں پر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ انھوں نے اعلان بغاوت کر دیا۔ اور

تمام سرکشوں کو اکٹھا کر کے ان کے سردار بن گئے۔ ان دونوں سرداروں کا نام محمد و معاویہ تھا۔ انکے بزرگوں میں کسی کا نام علاف تھا اس لئے یہ علافی کہلاتے تھے۔

علافیوں کی خود مختاری اور اسلامی لشکر کی شکست

محمد بن حرث اور معاویہ بن حرث علافی دونوں بھائیوں نے علاقہ مکران کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی جمعیت بڑھ گئی۔ یہ رنگ دیکھ کر سعید بن اسلم کلابی عامل مکران نے ان کی سرکوبی کے لئے خود لشکر لے کر حملہ کیا مگر لڑائی میں گرفتار ہو گیا۔ علافیوں نے سعید کو قتل کر کے اُسکے جسم کی کھال اتروائی اور اس کی لاش کو بے عزت کیا۔ پھر مکران پر قبضہ کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔

علافیوں کی شکست

حجاج کو جب علافیوں کی اس شرارت و سنگدلی کا حال معلوم ہوا تو اس نے علافیوں کے ایک رشتہ دار سلیمان علافی کو جو عراق میں موجود اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا گرفتار کرا کر قتل کیا اور اس کا سر سعید بن اسلم کے اہل و عیال کے پاس بھجوا دیا تاکہ وہ اس کو دیکھ کر تسکین حاصل کر لیں۔ اس کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن بن عشا کو علافیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ علافیوں نے عبدالرحمٰن بن عشا کو بھی شکست دے کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد حجاج نے مجاعہ بن سعید یمنی کو خراسان کی سند گورنری دے کر بھیجا اور علافیوں کے فتنہ کو مٹانے کی تاکید کی۔

علافیوں کی فراری

مجاعہ بن سعید کے آنے پر سرداران علافی یعنی محمد اور معاویہ نے پہاڑوں میں پناہ لی اور کسی میدان میں جم کر مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مگر مجاعہ بن سعید ایک سال کے بعد فوت ہو گیا۔ مجاعہ کے بعد حجاج نے محمد بن ہارون کو مکران اور سرحد ہند کا حاکم اور مختار کل بنا کر بھیجا کہ جس طرح چاہے علافیوں کو گرفتار کر کے سعید بن اسلم کے خون کا انتقام لے۔ محمد بن ہارون نے آتے ہی علافیوں کا تعاقب شروع کیا اور پانچ سال تک پہاڑوں اور صحراؤں میں علافیوں کا پیچھا کیا۔ آخر معاویہ بن حرث علافی گرفتار ہو کر قتل ہوا اور محمد بن ہارون نے اس کا سر حجاج کے پاس بھیجکر خط لکھا کہ میں محمد بن حرث علافی کو بھی ضرور گرفتار و قتل کرونگا۔

مسلمانوں کا داخلہ سندھ میں

محمد بن حرث علافی پانچ سو مسلمانوں کے ساتھ حدود سلطنت اسلامیہ سے نکلکر راجہ داہر کی حکومت سندھ میں ۸۵ھ (۷۰۴ء) میں چلا آیا۔ راجہ داہر جو مسلمانوں کی خانہ جنگی سے دلچسپی لے رہا تھا اور ہمیشہ اسلامی سلطنت کے باغیوں سے ہمدردی کرتا تھا وہ محمد علافی اور اُس کے پانچسو مسلمان ساتھیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُن سب کو اپنی ریاست میں رکھ لیا۔ جب مسلمان سندھ میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تو اسلام بھی سندھ میں جڑ پکڑ چکا۔ اور مسلمانوں اور سندھیوں میں میل جول ہو گیا۔

خلیفہ عبدالملک حملۂ سندھ کے خلاف تھا

جس زمانے میں علافیوں نے جنوبی مشرقی بلوچستان میں بدامنی پھیلا رکھی تھی اسی زمانے میں افغانستان و شمالی بلوچستان میں عبدالرحمن بن محمد معہ ایک زبردست لشکر کے حجاج کی مخالفت پر آمادہ اور مصروف بغاوت تھا۔ مگر جب حجاج کو محمد بن حرث علافی کا فرار اور راجہ داہر کا ان علافیوں کی سرپرستی کا حال معلوم ہوا تو پیچ و تاب کھا گیا اور راجہ داہر اور علافیوں کو سزا دینا ضروری سمجھا کیوں کہ اسکو خطرہ تھا کہ آگے چل کر افغانستان اور شمالی بلوچستان راجہ سندھ سے مدد حاصل کر کے کہیں اسلامی سلطنت کیلئے مستقل خطرہ نہ ہو جاوے۔ حجاج نے خلیفہ عبدالملک سے اجازت چاہی مگر خلیفہ نے سندھ پر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی اسکے بعد خلیفہ عبدالملک کا انتقال ۸۶ھ (سنہ ع) میں ہو گیا۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک خلیفۂ اسلام

سلیمان بن مروان نے حصول تخت کے لئے بڑی سازشیں کیں۔ مگر وہ اپنے بھائی عبدالملک بن مروان کی اس کوشش کو کہ اس کا لڑکا ولید اسکے بعد تخت پر بیٹھے ناکامیاب نہ بنا سکا۔ حجاج بن یوسف اور اس کی جماعت شہزادہ ولید کے موافق تھی اور اس لئے سلیمان بن مروان اس جماعت کا سخت دشمن تھا۔ مگر حجاج بن یوسف کی جماعت نے ولید بن عبدالملک کی فرمانروائی اور خلافت اسلامیہ کا اعلان کر دیا اور سلیمان بن مروان کو خاموش رہنا پڑا۔

حجاج بن یوسف وائسرائے ممالک مشرقیہ

حجاج بن یوسف نے ایران پر اپنے نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کو گورنر بنا کر بھیجا۔ محمد بن قاسم نے نہایت ہوشیاری تدبر اور سمجھداری سے ایران کی سیاسی گتھیوں کو سلجھایا۔ اس وقت اس کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ دوسرا نوجوان قتیبہ بن مسلم نے چین کی طرف اسلامی سیاست کو نہایت کامیاب بنایا۔ ان دونوں نوجوان سپہ سالاروں کی مدد سے حجاج بن یوسف نے سلیمان بن مروان کی سازشوں کو روک کر ولید بن عبدالملک کو فرمانروا اور اسلامی خلیفہ بنا دیا تھا اور خلیفہ عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت کی کامیابی حجاج بن یوسف کی کامیاب سیاست تھی۔ اور یہی سیاست تھی جس نے آگے چل کر اسلامی سلطنت کو بالکل محفوظ کر دیا تھا۔

سندھ حکومت میں علافیوں کا زور

راجہ سندھ چچ کے دو بیٹے دھرسیہ اور داہر تھے۔ چچ کے بعد اس کا بھائی چندر تخت سندھ پر بیٹھا۔ چونکہ یہ بُدھ مذہب کا پیرو تھا اس وجہ سے رعایا بہت خوش رہی۔ آٹھ سال حکومت کرنے کے بعد راجہ چندر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد چچ کا چھوٹا بیٹا شہر الور میں تخت نشین ہوا۔ اور چندر کا بیٹا راج برہمن آباد میں حکومت کرنے لگا۔ اس طرح ملک سندھ میں ایک ہی خاندان کی دو حکومتیں قائم ہو گئیں جن میں برہمن آباد کی حکومت کا خالص بدھ مذہب تھا اور الور

کی حکومت کا ملا جلا برہمنی اور بدھ مذہب تھا۔ ایک سال کے بعد راج بن راجہ چندر فوت ہوگیا اور اس کی جگہ چچ کا بڑا لڑکا تخت نشین ہوا۔ دھرسیہ بھی بدھ مذہب کا پیرو اور برہمنی عقیدہ سے متنفر تھا۔ اس طرح سندھ حکومت پورے طور پر بدھ مذہب کے زیر اثر تھی۔ راجہ دھرسیہ نے اپنی حکومت کو بڑی تقویت دی۔ مگر راجہ داہر حاکم الور سے کوئی تعرض نہ کیا۔

راجہ دھرسیہ و راجہ داہر میں جنگ

راجہ دھرسیہ کے پاس اس کی بہن رانی مائی بھی رہتی تھی جس کی عمر تیس سال کی تھی مگر ابھی تک شادی نہ ہوئی تھی۔ راجہ دھرسیہ نے اپنی بہن رانی مائی کی شادی حاکم کیکانان سے طے کر کے اور سامان شادی اور رانی مائی کو راجہ داہر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ رانی کی شادی کر دو۔ مگر داہر نے اپنے وزیر بدھی من کے مشورہ سے خود اپنی بہن رانی مائی سے شادی کر لی اور اس کو اپنی بیوی بنا لیا۔

راجہ دھرسیہ نے جب یہ حال سنا تو برہمن آباد سے فوج لے کر راجہ داہر کے خلاف الور پر چڑھائی کی اور داہر کو محصور کر لیا۔ مگر اس محاصرہ میں راجہ دھرسیہ کے چیچک نکل آئی وہ مر گیا۔ راجہ داہر نے اس مصیبت سے رہائی پاکر برہمن آباد ریاست پر بھی قبضہ کر لیا اور برہمن آباد کو سندھ کا دارالسلطنت بنایا۔

حاکم کیکان اور علافیوں کی جنگ

ابھی راجہ داہر برہمن آباد ہی میں مقیم تھا کہ حاکم کیکان نے انتقامی جذبہ

کے ساتھ ایک عظیم الشان فوج لے کر اپنی منگیتر رانی مائی کو زبردستی لے جانے کیلئے برہمن آباد پر حملہ کیا۔ راجہ داہر حملہ آوروں کی قوت دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ مگر بدھی مَن وزیر نے راجہ داہر کو مشورہ دیا کہ اس مہم کو علافیوں کے سپرد کر دیا جاوے چنانچہ راجہ داہر نے محمد بن حرث علافی کو بلوا کر اپنی پریشانی کا حال سنایا۔ محمد بن حرث نے اپنے پانچسو مسلمان ساتھیوں کو لیکر حاکم کیکان کے لشکر پر شبخون مارا اور سخت کشت وخون کے بعد دشمن کو بھگا دیا۔ دشمن کے ہزاروں آدمی جو بعد کی جنگ میں گرفتار ہوئے تھے راجہ داہر ان سب کو قتل کرنا چاہتا تھا مگر محمد بن حرث نے ان سب کو معافی دلوادی۔

محمد بن حرث علافی کا عروج

راجہ داہر نے محمد بن حرث علافی کے اس عظیم الشان کارنامے سے خوش ہوکر اس کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور سکہ پر ایک طرف اپنا اور ایک طرف محمد بن حرث علافی کا نام مضروب کرایا۔

محمد بن قاسم کے حملہ کے قبل مسلمانوں کی آمد

(۱) دکھنی ہندوستان مالابار سراندیپ وغیرہ میں اسلام عربوں کی وجہ سے شروع اسلام ہی میں آچکا تھا۔

(۲) محمد بن حرث علافی معہ پانچسو مسلمانوں کے سلطنت سندھ کے انتظام میں شریک ہوچکا تھا۔

اس وقت محمد بن قاسم کی عمر ۹ سال کی تھی اور اس وقت گمنامی کی طفلیت میں تھا۔ اور اس کو میدان جنگ اور اس کے تنازعوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔

راجہ داہر اور اسلامی خلافت سے چھیڑ چھاڑ

راجہ داہر کے گورنر نے مسلمانوں کو قید کیا

جس زمانہ میں راجہ داہر خلافت اسلامیہ کے مشرقی ممالک میں جن کا وائسرائے حجاج بن یوسف تھا بغاوتیں پھیلا رہا تھا اور سلطنت اسلامیہ کے باغیوں اور دشمنوں کو پال رہا تھا اُسی زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد جنوبی ہند، عمان اور مالابار، ومالدیپ، لنکا دیپ و سراندیپ وغیرہ میں برابر بڑھ رہی تھی یہاں تک کہ بعض راجاؤں نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔ سراندیپ کے نومسلم راجہ کے تعلقات خلافت اسلامیہ کے ساتھ نہایت اچھے تھے اور اپنے تعلقات کی بنا پر وہ خلیفہ اسلام کے پاس وہ تحفہ تحائف بھیجنا چاہتا تھا۔ راجہ نے آٹھ جہازوں کا ایک بیڑہ تحفہ وتحائف لیجانے کے لئے تیار کیا۔ یہ سن کر کہ جہازوں کا بیڑہ عرب جارہا ہے تو صدہا عازمین حج اور سراندیپ میں فوت ہو جانے والے عرب سوداگروں کی بیوہ عورتیں اور یتیم بچے وغیرہ بھی سوار تھے۔

جہازوں کا یہ بیڑہ اچانک طوفان میں پھنس گیا اور لہروں سے ٹکراتا ہوا سندھ کے بندرگاہ دیبل (کراچی) سے جا لگا۔ گورنر دیبل جو راجہ داہر کے ماتحت تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ یہ جہاز اسلامی خلیفہ کے پاس تحفہ تحائف لئے جارہے ہیں اور ان میں عرب مرد اور عورتیں اور بچے سوار ہیں تو اُن سب کو

گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈالدیا۔

حجاج بن یوسف اور راجہ داہر

یہ دونوں نام آور سیاسی لیڈران ایشیا کے سیاسی میدان کے سورما تھے۔ حجاج بن یوسف کے پشت پر خلیفہ اسلام کا زبردست ہاتھ تھا۔ اور راجہ داہر ایک آزاد اور خود سر بدھ راجہ تھا اور جس کا اثر اطراف سندھ پر تھا اور اس کو مسلم وغیر مسلم ایرانیوں اور عربوں کی مدد شامل تھی۔ جو بوجہ مخالفت بغاوت اور سرکشی راج سندھ میں جان چھپاتے تھے اور راجہ داہر ان کی سرپرستی کرتا تھا علافی خاندان ان مسلمانوں کا سردار تھا۔ اور اس طرح سندھ اور اس کی حکومت عرب مسلمانوں اور خلیفۃ المسلمین کے سخت دشمن تھے۔

حجاج بن یوسف اور راجہ داہر کا نامہ وپیام

مشرقی ممالک کے اسلامی وائسرائے حجاج بن یوسف کو جب سندھ سرکار کے اس ظالمانہ اور خلاف انسانیت حرکت کا علم ہوا تو اُس نے منجانب خلافت اسلامیہ بذریعہ قاصد راجہ داہر سے سخت احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ مسلمان قیدیوں کو فوراً معہ مال واسباب رہا کر دیا جاوے۔ لیکن راجہ داہر نے قاصد کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ :-

"جہازوں کے لوٹنے والے ہمارے قبضہ کے نہیں ہیں۔ تم خود آ کر انسے اپنے قیدی چھڑالو اور مال واسباب اپنا لے لو۔"

راجہ داہر کا یہ طعنہ انگیز اور ذلت آمیز جواب سُن کر کوئی حکومت بھی خاموش نہیں رہ سکتی تھی اور پھر عرب ایسی حکومت جس کی آزادہ تجارت کے لئے سمندر کی آزادی نہایت ضروری تھی۔ اور عربوں نے سمندر کی آزادی کیلئے ہمیشہ جنگ کی۔ کیوں کہ عربوں کی بستی ساحلی مقاموں پر بڑھتی چلی جارہی تھی۔ شروع اسلام سے جب کبھی اسلامی عرب کی تجارت کو خطرہ ہوا تو اس کا تدارک فوراً کیا گیا۔ مثلاً

(۱) ۱۵ھ (۶۳۶ء) میں بندرگاہ تھانہ جو بمبئی کے قریب تھا وہاں ڈاکوؤں کا غلبہ ہوگیا تھا۔ ان کی سرکوبی کے لئے ایک عربی بحری بیڑہ بھیجا گیا تھا۔

(۲) پھر ۲۳ھ (۶۴۴ء) کے بعد عہد خلافت حضرت عثمانؓ میں عربوں کی تجارت کی حفاظت کے لئے ایک مستقل جنگی بحری بیڑہ رکھا گیا تھا۔

اس انتظام سے عربوں نے ایک طرف دجلہ فرات اور بصرہ کے مقاموں کی تجارت کو ہندوستانی ساحلوں دیبل (کراچی) وسورت وغیرہ ہوتے ہوئے مالابار وجزائر سراندیپ وغیرہ تک اپنی تجارت محفوظ کرلی تھی۔ اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ حجاج بن یوسف ایسا سخت مدبر خاموش رہتا۔ اس نے فوراً راجہ داہر کے خلاف فوج کشی کی اجازت کے لئے خلیفہ ولید بن عبدالملک کو لکھا۔ اور اسے دربار خلافت سے اجازت مل گئی۔

سندھ پر عربوں کے ناکام حملے

حجاج بن یوسف گورنر جنرل ممالک مشرقیہ نے

(۱) ایک مختصر فوج عبداللہ اسلمی کے ساتھ قیدیوں کو آزاد کرانے

کے لئے روانہ کی۔ یہ اسلامی لشکر ابھی راستہ ہی میں تھا کہ راجہ داہر کے بیٹے کیشب (بجے سیہ) نے سندھ سے چل کر جنوبی بلوچستان میں پیشقدمی کر کے اسلامی لشکر کو بری طرح شکست دی اور امیر لشکر عبداللہ اسلمی شہید ہو گئے۔

(۲) اس شکست کے بعد بھی حجاج بن یوسف راجہ داہر کے ارادہ کو سمجھ نہ سکا اور اس لڑائی کو حاکم دیبل (کراچی) کے خلاف سمجھ کر چار ہزار فوج حاکم دیبل پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ اور محمد ہارون گورنر مکران کو ہدایت بھیجی کہ وہ بھی اسلامی فوج کی مدد کرے۔ لیکن راجہ داہر کے بیٹے جے سیہ نے جس کی ہمت پچھلی جنگ میں بڑھ چکی تھی اس نے راستہ ہی میں اس اسلامی فوج کو روک لیا۔ سندھ کی فوج بے اندازہ تھی اور ہاتھیوں کا پورا غول بھی ساتھ تھا۔ دونوں لشکروں میں سخت ٹکر ہوئی اور مسلمانوں کو سخت شکست ہوئی۔

حجاج بن یوسف کا راجہ داہر کے مقصد کو سمجھنا

گذشتہ ناکامیوں کے بعد حجاج بن یوسف کی سمجھ میں آیا کہ راجہ داہر نے عرب کا بحری محاذ کمزور سمجھ کر ان عربوں اور خلیفہ کے تحفہ و تحائف کو لوٹا۔ اور اسطرح اس محاذ پر دعوت جنگ دی اور اسکے لئے پوری تیاری بھی کر لی۔

محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ

گذشتہ ناکامیوں اور خلیفہ کی اجازت کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنی ذمہ داری پورے طور سے محسوس کی اور سندھ پر حملہ کرنے کیلئے پوری تیاریاں

شروع کیں۔ اس مہم کی سپہ سالاری پر حجاج نے اپنے ۱۹ سالہ داماد حاکم ایران کو مقرر کیا جو کہ ایران کی سیاست کو کامیابی کے ساتھ چلا کر اسلامی خلافت کو پوری تقویت دے چکا تھا۔

محمد بن قاسم کا کوچ

محمد قاسم نے حملۂ سندھ کیلئے بحری بیڑہ اور بری لشکر کو تجویز کیا تاکہ دیبل (کراچی) پر بحری و بری راستوں سے حملہ کر کے عرب قیدیوں کو چھوڑایا جاوے۔ اور حاکم دیبل کو سخت سزا دیجاوے۔ محمد بن قاسم چھ ہزار سواروں اور چھ ہزار شتر سواروں کے ساتھ ایران سے شیراز و کرمان ہوتے ہوئے سندھ کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں کرمان سے محمد بن ہارون مع اپنی تین ہزار فوج کے اسلامی لشکر کے ساتھ ہو گیا دوسری طرف ارمن بیلہ میں سندھ کی فوجیں مقابلہ کے لئے تیار کھڑی ہوئی تھیں

محمد بن قاسم اور راجہ داہر کی فوجوں کا مقابلہ

سنہ ۹۳ھ (سنہ ۷۱۲ء) میں ارمن بیلہ کے مقام پر دونوں لشکروں کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ اور اس جنگ میں راجہ داہر کی فوج کو سخت شکست ہوئی۔ اور محمد بن قاسم ارمن بیلہ کی فتح کے بعد براہ خشکی دیبل (کراچی) کی جانب بڑھا۔ دیبل زمانہ قدیم کی ایک مشہور بندرگاہ تھی۔ چونکہ یہ بحری دروازہ ملک سندھ کا تھا اس لئے یہ کافی سیاسی اہمیت رکھتا تھا۔ اور ہر طرح بحری تحفظ کا اس بندرگاہ پر انتظام تھا۔

محمد بن قاسم نے دیبل (کراچی) کو فتح کیا

جس وقت محمد بن قاسم دیبل کے سامنے پہنچا اس وقت دیبل کے حاکم کیلئے یہ پریشانی تھی کہ اس کا اندرونی محاذ بالکل کمزور تھا۔ کیونکہ کبھی کسی کے خیال میں بھی نہ آیا تھا کہ دیبل (کراچی) پر خشکی سے بھی حملہ ہو سکتا ہے۔ بحری طاقت سے دیبل والوں کو کچھ مدد مل سکتی تھی مگر جس وقت خشکی کی طرف سے محمد بن قاسم معہ پندرہ ہزار فوج دیبل کے سامنے پہونچا اسی وقت اسلامی بحری بیڑہ جو عرب سے چلا تھا وہ بھی دیبل کے سمندر میں پہونچ گیا اور اسنے بھی دیبل (کراچی) پر حملہ کر دیا۔

غرضکہ اس دو طرفہ حملوں نے سندھی فوجوں کے پیر اکھیڑ دئے اور راجہ داہر کا لڑکا جے سیہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مگر سندھی عرب قیدیوں کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ مگر اس فتح کے بعد دیبل (کراچی) اور اس کے اطراف میں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور ایک مشہور بندرگاہ دیبل نے مسلمانوں کے لئے براہ راست بذریعہ سمندر ایک راستہ کھول دیا تھا۔

محمدؐ بن قاسم کا ہندو رعایا سے سلوک

سندھ کا راجہ اور سندھ ملک کے باشندے محمد بن قاسم کے فتح دیبل (کراچی) کے بعد پریشان تھے کہ نوجوان محمد بن قاسم فاتح سندھیوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ جب اُنھوں نے انتقام کے بجائے نوجوان محمد قاسم کی طرف سے اعلان عام معافی اور اس مفتوحہ علاقہ کے باشندوں کیلئے

مکمل آزادی کا اعلان جب سُنا۔ اور ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُن کو معلوم ہوا کہ سندھیوں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ مُلکی انتظام ہندو حاکموں کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ دیبل کا حاکم اعلےٰ ایک پنڈت کو بنایا۔ یہ پنڈت اس کے قبل دیبل کے جیل خانہ کا آفیسر تھا اور جسنے کہ عرب قیدیوں کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کیئے جانے کو تلایا تھا۔ ہندو حاکم کے ماتحت حمید بن ذرائع کو دیبل کا انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کیا گیا اور اس کو ہدایت کی گئی کہ ہندو شہریوں کی جان و مال و جائداد کی پوری حفاظت کی جاوے۔ چنانچہ دیبل (کراچی) شہر لوٹ مار اور تباہی سے بالکل محفوظ رہا۔

راجہ داہر کا خط اور محمد بن قاسم کا جواب

دیبل (کراچی) کے فتح ہونے کے بعد راجہ داہر نے محمد بن قاسم کو ایک خط لکھا جس میں اپنی قوت و شوکت سے ڈرایا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ تم اس فتح پر مغرور نہ ہو جانا۔ ہم تمھارا تسمہ بھی لگا نہ چھوڑینگے۔ محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے خط کا یہ جواب لکھا کہ :-

ہم نے آپ پر آپ کی اس بداعمالی کے سبب چڑھائی کی ہے کہ آپنے سراندیپ کے جہازوں کا مال جو خلیفہ کے لئے جا رہا تھا لوٹ لیا اور بیگناہ مسلمانوں کو پکڑ کر قید کیا۔ عورتوں بچوں کو لونڈی غلام کی طرح بنا رکھا تھا ہمارے خلیفہ کا ادب ساری دنیا کرتی ہے مگر آپنے اس کا کچھ خیال نہ کیا مجھکو خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ آپکو اس گستاخی و بداعمالی کی سزا دوں۔ آپنے

اور جو اپنی شوکت و قوت کی نسبت آپ نے لکھا ہے اس سے اطلاع ہوئی مگر ہم لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

محمد بن قاسم کے حملہ کی وجہ مضمونِ خط سے صاف ظاہر ہو گئی اور یہی وجہ تھی کہ محمد بن قاسم نے دیبل (کراچی) کو فتح کرنے کیلئے بحری اور بری دونوں طرف سے حملہ کیا تھا کہ مسلمان قیدی ہاتھ آجا دیں۔ مگر سندھیوں نے اپنے ساتھ لیجا کر محمد بن قاسم کو مجبور کیا کہ وہ راجہ داہر کو سخت سزا دے۔

فتح دیبل کی خوشخبری سُن کر حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو یہ ہدایتیں بھیجیں کہ :-

"جب ملک پر تم قابض ہو جاؤ تو قلعوں کی استواری اور لشکر کی رفع احتیاج کے بعد تمام اموال و خزائن کو بہبودی رعایا اور رفاہِ خلق میں خرچ کرو اور یاد رکھو کہ کاشتکاروں۔ کاریگروں اور سوداگروں، پیشہ وروں کی خوشحالی و فارغ البالی سے ملک آباد و سرسبز ہوتا ہے۔ رعایا کے ساتھ ہمیشہ رعایت کرو تاکہ وہ تمھاری طرف محبت کے ساتھ راغب ہوں"

مسلمانوں نے سندھ کو کس طرح فتح کیا

فتح نیرون

دیبل (کراچی) فتح کر لینے کے بعد اور راجہ داہر کے خط کا جواب دینے کے بعد محمد بن قاسم نے ملک سندھ فتح کرنے کے لئے کوچ کیا۔ پہلے شہر نیرون کی طرف چلا

چونکہ اہلِ نیرون کو محمد بن قاسم کی رواداری، حسن سلوک، اخوت و مساوات، انصاف اور رعایت و مروّت کی خبر پہنچ چکی تھی اس لئے یہ لوگ شہر سے چل کر راستہ ہی میں محمد بن قاسم سے ملے اور استقبال کے تمام رسومات ادا کئے۔ محمد بن قاسم بھی ان لوگوں کے ساتھ نہایت محبت و اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔ اور بلا کسی نقصان پہونچائے ہوئے شہر بہروچ کی طرف روانہ ہوا۔

فتح نیرون پر حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو یہ ہدایتیں کیں۔
اہل نیرون کے ساتھ نہایت نرمی اور دلدہی کا سلوک کرو۔ ان کی بہبودی کے لئے کوشش کرو۔ لڑنے والوں میں جو تم سے امان طلب کرے اس کو ضرور امان دو۔ کسی مقام کے اکابر و سردار تمھاری ملاقات کو آئیں تو ان کو قیمتی خلعت و انعام و اکرام سے سرفراز کرو۔ عقل و دانائی کو اپنا رہبر بناؤ۔ جو وعدہ کسی سے کرو اس کو ضرور پورا کرو۔ تاکہ تمھارے قول و فعل پر سندھ والوں کو پورا پورا اعتماد و اطمینان ہو۔

بہروچ کی فتح

بہروچ کے قلعہ میں راجہ داہر کا بھتیجا مقیم تھا۔ اس نے سات یوم قلعہ میں بند ہو کر مقابلہ کیا۔ آخر ایک رات کو موقعہ پا کر قلعہ سے نکل گیا اور شہر اور اُسکے باشندگان کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد جاٹوں نے اسلامی لشکر پر شبخون مارا۔ لیکن وہ ناکامیاب ہوے۔ اور بڑی

تعداد جاٹوں کی گرفتار ہو گئی۔

جاٹوں کا مسلمان ہونا

جاٹ تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اسلامی لشکر ان سے پورا بدلہ لیگا۔ مگر وہ حیران ہو گئے جب اُنھوں نے یہ دیکھا کہ محمد بن قاسم نے زبانی نصیحت کر کے انکو آزاد کر دیا اور ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ ان گرفتار شدہ جاٹوں نے جب مسلمانوں کا یہ شریفانہ رویہ اور محبت کا برتاؤ دیکھا تو ان پر اسلامی اخلاق کا بہت ہی گہرا اثر پڑا اور وہ سب بخوشی مسلمان ہو گئے۔

سیوستان کا فتح ہونا

سیوستان میں راجہ داہر کا بھتیجا بجے راج حکمراں تھا۔ جب محمد بن قاسم نے اس طرف رُخ کیا تو وہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ لیکن باشندگان شہر نے جسمیں کہ بدھ مذہب کے بڑے بڑے عالم بھی تھے ایک جلسہ کیا جس میں یہ طے کیا کہ چونکہ مسلمانوں سے جو شخص امان طلب کرتا ہے وہ اس کو امان دیتے ہیں اور اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اس لئے ان سے لڑنا مفید نہیں۔ مگر بجے راج نے شہریوں کے مشوروں کو نہیں مانا اور جنگ جاری کر دی۔ اور بجے راج اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر ایک رات کو سیوستان سے فرار ہو گیا۔ اور مسلمانوں نے سیوستان پر آسانی سے قبضہ کر لیا۔ محمد بن قاسم نے یہاں بھی حسب عادت رواداری اور حُسن سلوک پورے طور سے برتا اور یہاں کے پنڈتوں کو انعام واکرام سے مالامال کر دیا۔ اور ساتھ ہی ان کو ملکی عہدوں پر مقرر کیا۔

فتح سیوستان کی خبر پا کر حجاج بن یوسف نے لکھا :-

جو کوئی تم سے جاگیر و ریاست طلب کرے تم اُس کو نا امید نہ کرو التجاؤں کو قبول کرو۔ امان و عفو سے رعایا کو مطمئن کرو سلطنت کے چار ارکان یہ ہیں۔

اوّل ۔ مدارا و درگذر و محبّت ۔

دوم ۔ سخاوت و انعام ۔

سوم ۔ دشمنوں کی مزاج شناسی اور ان کی مخالفت میں عقل کو ہاتھ سے نہ دینا ۔

چہارم ۔ قوت و شہامت ۔

تم راجاؤں سے جو عہد کرو اُس پر قائم رہو۔ جب وہ مالگذاری دینے کا اقرار کریں تو ہر طرح ان کی اعانت کرو اور امداد دو۔ جب کسی سفیر بنا کر بھیجو تو اس کی عقل و امانت کو جانچ لو اور جو شخص توحید الٰہی کا اقرار اور تمھاری اطاعت کرے تو اُسکے تمام مال و اسباب اور ننگ و ناموس کو برقرار رکھو۔ لیکن جو اسلام قبول نہ کرے اس کو صرف اس قدر مجبور کرو کہ وہ تمھارا مطیع ہو جائے جو شخص بغاوت و سرکشی اختیار کرے اُس سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ شریف اور رذیل میں امتیاز کرو۔ ایسا بھی نہ ہو کہ تمھاری صلح جوئی کو دشمن تمھاری کمزوری پر محمول کرے ۔

مسلمانوں کے مزید فتوحات

فتح سیوستان کے بعد اسلامی لشکر مقام لاہیہ کی طرف بڑھا۔ یہاں کا حاکم کاکا نامی بڑا بہادر اور ریاست داں تھا۔ اسکے پاس جاٹوں کی ایک زبردست فوج تھی اور اس فوج کے سپہ سالار کا نام بہمن تھا۔ کاکا کو مسلمانوں کی فتوحات اور ان کے اخلاق وعادات کا بخوبی علم تھا۔ اس نے مجلس مشورت منعقد کی اور کہا کہ

"جیسا کہ میں نے پورانے نوشتوں میں بزرگوں کی پیشین گوئیاں دیکھی ہیں کہ مسلمان ہندوستان کے ضرور فاتح ہونگے۔ اس لئے میری رائے نہیں کہ ہم کھلے میدان دن کو مقابلہ کریں۔ بلکہ رات کی تاریکی میں مسلمانوں پر شبخون ماریں۔ اسی طرح کامیابی کی امید کیجاسکتی ہے"

یہ کہہ کر کاکا نے جاٹوں کی ایک زبردست فوج تیار کر کے اسلامی فوج پر شبخون مارنے کے ارادہ سے چلا۔ مگر رات کی اندھیری میں راستہ بھول گیا اور رات بھر پریشان رہا۔ اس ناکامی کو دیکھ کر اگلے دن کاکا معہ اپنے سرداران اور امیروں کو لے کر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں بنانہ بن حنظلہ سے جو اسلامی لشکر کا مقدمۃ الجیش کا سردار تھا ملاقات کی اور محمد بن قاسم سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ بنانہ بن حنظلہ سیدھا کاکا کو محمد بن قاسم کے پاس لے گیا۔ محمد بن قاسم نے بڑی عزت سے کاکا کو بٹھلایا۔ اس نے شبخون کی ناکامی کا حال سنا کر اقرار وفاداری کیا۔ محمد بن قاسم نے کاکا کو "امیر ہند" کہکر مخاطب کیا اور درباری خلعت دے کر کرسی پر بٹھایا۔ اور اس کی ہر طرح عزت کی۔ اسکے بعد کاکا کو شیر سلطنت

بناکر اپنے ساتھ رکھنے لگا۔ اور کاکا کو اسلامی لشکر کے ایک حصہ کی سپہ سالاری بھی عطا کی۔ اسکے بعد اسلامی لشکر میں جاٹوں کی فوج بھرتی ہونی شروع ہوئی۔ کاکا کے بعد اور چھوٹے چھوٹے راجاؤں نے محمد بن قاسم کی اطاعت کرلی۔ اور کاکا کے مشورہ سے خراج ان پر مقرر کیا گیا۔ اس طرح محمد بن قاسم دریائے سندھ کے مغربی کنارے کا تمام ملک فتح کرتا ہوا شمال کی جانب دور تک چلا گیا۔

بجے راج نے قلعہ سیسم پر اپنی پوری قوت کے ساتھ محمد بن قاسم پر حملہ کیا۔ مگر وہ لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ چونکہ ابھی راجہ داہر کا مقابلہ باقی تھا اس لئے بجے راج کو شکست دے کر محمد بن قاسم جنوب کی طرف واپس ہوا۔ اور مقام نیرون میں آکر مقیم ہوا اور مفتوحہ علاقہ کا انتظام کیا اور ایک مسجد بھی یہاں بنوائی اور باشندگان سندھ نے اسلام سے واقف ہو کر بخوشی اسلام قبول کرنا شروع کیا ان نومسلموں میں جاٹوں کی تعداد زیادہ تھی۔ محمد بن قاسم کے پاس حجاج بن یوسف کا خط آیا کہ اب دریائے سندھ کو عبور کر کے راجہ داہر کا مقابلہ کرو۔

راجہ داہر کے خلاف محمد بن قاسم کا حملہ

چنانچہ محمد بن قاسم نیرون سے لشکر لے کر دریا کے کنارے کنارے چلا۔ اور ہندو سپہ سالاران موکا اور ارسل پسران بسایا نے مقابلہ کیا۔ مگر اسلامی لشکر کو کامیابی ہوئی۔ سپہ سالار موکا معہ تیس سرداروں کے محمد بن قاسم کے پاس چلا آیا جہاں اس کی بڑی عزت کی گئی اور اس کو اُس حصہ ملک کی سند حکومت لکھ کر دیدی۔ اور کاکا کی طرح سپہ سالار موکا کو بھی خلعت اور بہت سا نقد انعام بھی دیا

اور سپہ سالار راسل بن بسایا فرار ہو کر راجہ داہر کے پاس چلا گیا۔

راجہ داہر کے نام محمد بن قاسم کا پیغام

یہ اوپر آچکا ہے کہ جیلخانوں کے افسر اعلےٰ نے مسلمان قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا۔ اس لئے وہ دیبل (کراچی) کا حاکم اعلےٰ مقرر کیا گیا تھا۔ اس پر اسلام کا اتنا اثر پڑا کہ وہ نیرون شہر میں محمد بن قاسم کے پاس آکر مسلمان ہو گیا اور اس کا خطاب "مولائے اسلام" یا "مولانا اسلامی" رکھا گیا۔

اسلامی وفد کا راجہ داہر کے پاس جانا

مولانا اسلامی اور ایک شامی سردار کی سفارت راجہ داہر کے پاس گئی - ان دونوں نے راجہ کو کھڑے کھڑے سلام کیا۔ راجہ نے شامی سردار سے تو کچھ نہ کہا۔ مگر مولانا اسلامی پر بہت بگڑا اور کہا "تو نے رسم قدیم کے مطابق سلام کیوں نہ کیا" مولانا اسلامی نے کہا "چونکہ میں اب مسلمان ہو گیا ہوں، اس لئے ہم مسلمان غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتے"۔ اس پر راجہ داہر نے کہا کہ اگر تو ایلچی بن کر نہ آیا ہوتا تو میں تجھ کو ابھی قتل کر دیتا۔ آخر اس سفارت نے راجہ داہر کو محمد بن قاسم کا یہ پیغام دیا۔ کہ :-

"یا تو تم اپنا لشکر لے کر دریا کے اس طرف آجاؤ۔ یا ہم کو اجازت دو کہ ہم دریا کے اُس طرف عبور کریں"۔

راجہ داہر نے جواب دیا۔

"ہم ہر طرح لڑنے کیلئے تیار ہیں چاہے تم اس طرف آجاؤ یا ہم اُس طرف آجائیں"۔

راجہ داہر کی جنگی تیاریاں

راجہ داہر نے سردار راسل کو ایک زبردست فوج دے کر دریا پار بھیجدیا۔ تاکہ وہ اُس پار کے قلعوں پر قبضہ کرکے مسلمانوں کو دریا کے اس پار نہ آنے دے دریا کے اس طرف اپنے بیٹے راجہ جے سیہ کو ایک دوسری زبردست فوج دیکر مقرر کیا تاکہ تمام گھاٹوں پر فوجی دستے مقرر کرکے مسلمانوں کو دریا اس پار آنے سے روکے۔ اور تیسری طرف راجہ داہر نے اپنی فوجوں کو بھیجکر سیوستان پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ اور اس طرح راجہ داہر نے ہر طرف سے اطمینان کرلیا۔

مسلمانوں کی جنگی تدابیر

محمد بن قاسم نے مُصعب بن عبدالرحمٰن کو تین ہزار فوج دے کر سیوستان کی طرف روانہ کیا اور خود سپہ سالار راسل سے مصروف جنگ ہوا۔ امیر مُصعب نے سیوستان کے حاکم سردار چندر کو مقابلہ میں قتل کردیا اور وہاں اسلامی سلطنت دوبارہ قائم ہوگئی۔ اور دوسری طرف محمد بن قاسم نے خود سپہ سالار راسل کو شکست فاش دی اور دریا کی کشتیوں کو تباہ کیا۔ اور راجہ کی تمام فوجی طاقت کو بیکار کردیا۔ محمد بن قاسم نے امیر مصعب کو سیوستان سے بلوایا۔ جو نومسلم جاٹوں کی ایک فوج بھرتی کرکے لایا۔

اسلامی لشکر کا دریائے سندھ کو عبور کرنا

محمد بن قاسم نے کشتیوں کا انتظام کرکے ایک ایسی جگہ کشتیوں کا پُل باندھا

جہاں دریا کا پاٹ بہت کم تھا اور پانی کی روانی تیز تھی۔ اس طرح یہ انتظام ہوا کہ
کشتیوں میں فوج اور تیر انداز سپاہیوں نے بیٹھکر کشتیوں کو آگے لے جاکر چھوڑا
اور جب اُس مقام پر کشتیاں پہونچیں جہاں پاٹ کم تھا اور کشتیوں کا سرا
مشرقی ساحل تک پہونچا تو اگلی کشتیوں کے سپاہیوں نے کنارے اُتر کر میخیں گاڑیں
اور کشتیوں کے رسے میخوں میں باندھ دیا۔ اور اس طرح کشتیوں کا ایک پل قائم ہو گیا۔
دوسری طرف راجہ کی فوج مختصر تھی وہ بھاگ گئی اور بعد کو راجہ جے سیہ نے
ایک زبردست فوج کے ساتھ اسلامی لشکر پر حملہ کیا۔ مگر سخت مقابلہ کے بعد
راجہ کی فوج کو شکست ہوئی اور راجہ جے سیہ اپنے ہاتھی پر سوار ہی میدان جنگ سے
بھاگ کھڑا ہوا۔ اور راجہ داہر کو اسلامی فوج کی کامیابی کا حال سنایا۔
دریا کو عبور کرنے کے بعد محمد بن قاسم کے پاس حجاج بن یوسف ثقفی کا
خط پہونچا کہ:۔

"پنج وقتہ نماز پڑھنے میں سستی نہ کرنا۔ تکبیر و قرأت قیام وقعود او
رکوع و سجود میں خدا تعالیٰ کے روبرو تضرع و زاری کیا کرو۔
زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رکھو۔ کسی شخص کو شوکت و قوت
خدائے تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر میسر نہیں ہو سکتی۔ اگر تم خدا تعالیٰ
کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو گے تو یقیناً مظفر و منصور ہو گے"۔

راجہ داہر کا میدان جنگ میں آنا

آخرکار راجہ داہر نے اعلان جنگ کیا اور محمد بن حرث علافی کو بطریق

مقدمۃ الجیش ایک مناسب فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ مگر محمد علافی کو ایک سخت مقابلہ کے بعد شکست ہوئی اور اسلامی لشکر آگے بڑھا اور مقام جے دار میں مقیم ہوا اور دوسری طرف راجہ داہر مع اپنی فوجی قوت کے خیمہ زن ہوا۔ درمیان میں ایک جھیل تھی جس کا نام کولاب کتبری تاریخوں میں لکھا ہوا ہے۔ اسلامی لشکر بیس ۱۵ ہزار فوج تھی جس تعداد سے انھوں نے دیبل (کراچی) پر حملہ کیا تھا۔ جو مسلمان شہید ہوتے گئے ان کی جگہیں نو مسلم جاٹوں نے بھریں۔ راجہ داہر کی فوج پچیس ۲۵ ہزار کے قریب زرہ پوش سپاہی اور دس ہزار نیزہ باز اور ساٹھ جنگی ہاتھی تھے۔

جنگ کا آغاز

اسلامی لشکر نے جھیل کو عبور کر کے دوسرے کنارے پر پہونچ کر لڑائی شروع کر دی جو شام تک نہایت سختی سے جاری رہی۔ راجہ داہر کے ہاتھیوں نے اسلامی لشکر کو بہت نقصان پہونچایا۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے جنگ رُک گئی دوسرے دن پھر لڑائی جاری رہی اور شام تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ تیسرے دن کی لڑائی میں سخت خون خرابہ ہوا اور اسلامی لشکر نے شام کو کامیابی حاصل کی اور راجہ داہر کی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی۔

راجہ داہر کا قتل

مگر راجہ داہر اپنے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹا رہا۔ آخر اس کا مقابلہ ایک عرب سے ہو گیا جس نے اپنی تلوار سے ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ راجہ داہر کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور راجہ داہر ۱۰ رمضان سنہ ۹۳ھ (سنہ ۷۱۲ء) کو مارا گیا۔ راجہ داہر کے قتل کے بعد برہمنوں۔ ہندوؤں اور فوجی سرداروں نے آکر محمد بن قاسم کی اطاعت قبول کر لی

اور بہتوں نے اسلام قبول کرلیا۔

محمد بن قاسم کا پیام اہل سندھ کے نام

محمد بن قاسم نے دوسرے دن ایک عام دربار منعقد کرکے اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوے کہا "ہماری حکومت میں ہر شخص مذہبی معاملہ میں آزاد ہوگا۔ جو شخص چاہے اسلام قبول کرلے اور جو چاہے اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے ہماری جانب سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ جو شخص اپنے آبائی مذہب پر قائم رہیگا اس سے بھی ایک معمولی ٹیکس جزیہ کے نام سے وصول کیا جاویگا۔ اور جو مسلمان ہوجائیگا اس کو بھی ایک ٹیکس زکوٰۃ کے نام سے ادا کرنا ہوگا۔

راجہ داہر کے مارے جانے کا حال محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو لکھا۔ قاصد یہ جواب لے کر آیا۔

"تمھارا اہتمام وانتظام اور ہر ایک کام شرع کے موافق ہے مگر ہر خاص وعام کو امان دینے اور دوست ودشمن میں تمیز نہ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کام بگڑ جائے۔ جو لوگ بزرگ اور ذی وقعت ہوں اُن کو ضرور امان دو لیکن شریر اور بدمعاش لوگوں کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو اپنے عہد وپیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھو اور امن پسند رعایا کی استمالت کرو"

دوہری قلعہ کا اجتماع

راجہ داہر کی شکست کے بعد راجہ داہر کا وزیر سی ساگر راجہ کا دوست ومعتمد محمد بن

حرث علافی۔ راجہ کا بیٹا جے سیہ۔ راجہ داہر کی بیوی رانی مائی جو راجہ داہر کی سگی بہن تھی اور راجہ کے تمام رشتہ دار امُرا اور سردار قلعہ معہ شاہی خزانہ کے قلعہ دوہری میں جمع ہوئے اور مشورہ شروع ہوا۔ رانی مائی نے ستی ہونے کا ارادہ کیا اور وہ ستی ہوگئی۔ اور باقی لوگوں نے یہ طے کیا کہ برہمن آباد میں پہونچکر مسلمانوں کا مقابلہ کیا جاوے۔ یہ تمام لوگ برہمن آباد کو روانہ ہوگئے۔ بعد کو اسلامی لشکر کوچ کرتا ہوا دوہری قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ وہاں صرف چند ہزار سپاہی جو رانی مائی کے ساتھ اس قلعہ میں رہے تھے انھوں نے مقابلہ کیا اور وہ مارے گئے۔

برہمن آباد میں جنگ کی تیاریاں

جب راجہ جے سیہ مع تمام درباریوں کے برہمن آباد پہونچا تو اُس نے ملک کے کونے کونے میں راجہ داہر کے مارے جانے کا حال بھیجا اور ہر طرف سے امداد طلب کی اور فوجی امدادیں چاروں طرف سے آنے لگیں۔ دوسری طرف محمد بن قاسم نے تمام ملک میں اعلان کروا دیا کہ :-

"جو شخص اطاعت اختیار کریگا اور پُرامن رہنے کا یقین دلائے گا اس کی تمام خطائیں معاف کر دیجاوینگی اور کسی قسم کی بازپرس نہ ہوگی"۔

وزیر سی ساگر نے اپنی ہوشیاری سے عرب قیدیوں کو جو دیبل (کراچی) میں گرفتار ہوگئے تھے ان کو وہ اپنے ہمراہ برہمن آباد لایا تھا۔ جب اس نے محمد بن قاسم کا اعلان عام سنا تو اپنے خاص آدمیوں کو محمد بن قاسم کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ عرب قیدی میرے پاس ہیں۔ اگر مجھے معافی ملے تو خود آکر اُن قیدیوں کو پیش کر دوں

محمد بن قاسم نے امان لکھ کر دے دیا۔

مسلمانوں کا حملہ اور مسلمان عرب

اس کے بعد مسلمانوں نے مقام دہلیلہ کو فتح کیا اور نیوبہ پسر دھارن جو یہاں کا رئیس تھا اس کو اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ پھر برہمن آباد کی طرف لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو وزیر سی ساگر چپکے سے مسلمان عرب قیدیوں کو لے کر برہمن آباد سے اسلامی لشکر میں لے آیا۔ محمد بن قاسم نے سی ساگر کی آمد سنکر اُمراء وغیرہ کو استقبال کے لئے روانہ کیا اور جب وہ آیا تو اس کو اپنے برابر بٹھایا اور اس کو اپنا وزیر بنایا۔

وزیر سی ساگر نے مسلمانوں کی کامیابی کا سبب یہ بتلایا کہ:۔

"امیر لشکر محمد بن قاسم کے عدل وانصاف کی شہرت ہے اور باشندگان سندھ کے ساتھ اچھا سلوک اور مالگذاری ٹیکس کے معاملہ میں نرمی نے عوام کو گرویدہ بنا دیا ہے۔

اور یہ بھی پیشین گوئی کی کہ بہت جلد ملک کے بقیہ حصے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آجائینگے۔

قلعہ برہمن آباد پر جنگ

برہمن آباد ایک پُرانی راجدھانی اور زبردست قلعہ تھا جہاں ہندوستان سے برابر امداد آرہی تھی اس لئے اسلامی لشکر کو کوئی کامیابی نہ ہوتی اور چھ ماہ تک برابر جنگ ہوتی رہی۔

اسلامی لشکر گھر گیا

چونکہ امدادی فوجیں جو برہمن آباد قلعہ میں باہر سے آرہی تھیں ان میں راجہ

بے سیہ اور محمد بن حرث شامل ہو کر باہر سے اسلامی فوج پر حملہ کرتے تھے اور قاسم کی امداد اور رسد بند کر دی تھی اور قلعہ برہمن آباد میں راجہ داہر کی دوسری رانی لادی فوج کو اسلامی لشکر کے خلاف لڑوا رہی تھی۔ اس طرح اسلامی لشکر جو کل تک محاصرہ کی حیثیت رکھتا تھا اب وہ محصوری کی حالت میں تبدیل ہو گیا۔

محمد بن قاسم کی خداداد ثابت قدمی

مگر اس خطرناک حالت میں محمد بن قاسم ذرا نہ گھبرایا۔ اور اپنے لشکر کے چیدہ چیدہ افسروں کو امیر موکا بن بسایا کی ماتحتی میں دے کر باہری حملوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ راجہ بے سیہ اور محمد بن حرث علافی دونوں کو شکست ہوئی اور دونوں نے راہِ فرار اختیار کیا۔ مگر دونوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد باہری طرف سے اسلامی لشکر آزاد ہو گیا اور رسد وغیرہ کھل گئی۔

برہمن آباد پر اسلامی قبضہ

چھ ماہ تک محصور رہنے کے بعد برہمن آباد کے باشندوں نے سامان رسد کی نایابی سے پریشان ہو کر محمد بن قاسم کے پاس درخواست صلح بھیجی کہ اگر ہم کو جان و مال کی امان دیں تو ہم شہر کا دروازہ کھول دیں۔ محمد بن قاسم نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ دروازہ قلعہ کھل گیا۔ اور عام آزادی سے برہمن آباد کے لوگ رہنے لگے۔ راجہ داہر کی دوسری رانی نے بخوشی و رضا اسلام قبول کر لیا اور محمد بن قاسم سے شادی کر لی۔

الور پر قبضہ

محرم سنہ ۹۴ھ (سنہ ۷۱۳ع) میں محمد بن قاسم لوہانہ ہوتا ہوا مقام ستھہ کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں کے لوگوں نے استقبال کیا اور رحم و عفو کی التجا کی جو منظور ہوئی۔ یہاں سے رہبر ہمراہ لے کر محمد بن قاسم الور کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں پر راجہ داہر اپنے چھوٹے بیٹے فیوفی نامی کو حاکم کر کے جنگ میں گیا تھا۔ راجہ جے سیہ نے اپنے بھائی راجہ فیوفی کو برہمن آباد سے فرار ہونے کے بعد لکھا تھا کہ تم فوج کی فراہمی اور جنگ کی تیاری کرو۔ چونکہ الور راجہ داہر کا دارالسلطنت تھا اس لئے یہاں کا جنگی انتظام بڑے پیمانہ پر تھا۔

مگر اہل شہر جنگ کے خلاف صلح پسند کرتے تھے۔ ان پر راجہ داہر کے مارے جانے اور اہل برہمن آباد کو عام معافی ملنے کا گہرا اثر تھا۔ راجہ فیوفی نے شہر کے لوگوں میں صلح کی خواہش جو دیکھی تو وہ مقابلہ اور جنگ سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ چنانچہ وہ راتوں رات الور سے نکل کر اپنے بھائی راجہ جے سیہ کے پاس راجپوتانے کے کسی مقام پر چلا گیا۔ اہل شہر نے وفد صلح محمد بن قاسم کے پاس بھیجا جس کو محمد بن قاسم نے منظور کر لیا۔ اور یہاں کے لوگوں کو ٹیکس و محصول سے معاف کر دیا۔ اور ہر قسم کی آزادی دیدی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے لوگ اسلامی اخلاق اور اسلام کی خوبی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا اور مسلمان ہونے لگے۔

قلعہ بابیہ

الور کا انتظام کر کے محمد بن قاسم بابیہ قلعہ کی طرف چلا۔ جو دریائے بیاس کے

جنوبی کنارے پر تھا۔ اس قلعہ میں کاکسا بن چندر جو میدان جنگ میں راجہ داہر کیساتھ
موجود تھا۔ راجہ داہر کے مقتول ہونے پر وہ اس قلعہ میں آکر پناہ گزیں ہوا تھا۔ یہ
بہت بڑا عالم فاضل اور نہایت عاقل شخص تھا۔ جب محمد بن قاسم قلعہ بابیہ کے
سامنے پہونچا تو کاکسا بلا تامل محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ محمد بن قاسم
نہایت عزت اور محبت کے ساتھ پیش آیا۔ اس کے خاندان اور علم و فضل سے واقف
ہو کر محمد بن قاسم نے اس کو اپنا مصاحب اور وزیر و سپہ سالار بنایا۔ اور تمام
فوجی سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ میرے بعد کاکسا تم سب کا افسر اعلیٰ ہے۔ ساتھ ہی
اس کو اپنی مہر اور خزانہ کا چارج بھی سپرد کر دیا۔ اور دربار میں اس کے لئے اپنے
تخت کے برابر کرسی دی۔ اور آئندہ اس کے مشوروں کو تمام معاملات میں مقدم
سمجھا۔

فتح ملتان

محمد بن قاسم قلعہ اسکلندہ کو فتح کرتا ہوا قلعہ سکہ کیطرف گیا۔ یہ قلعہ دریائے
راوی کے جنوب میں واقع تھا۔ یہاں کے حاکم کا نام بجے رائے تھا۔ سترہ روز تک
اس قلعہ نے اسلامی لشکر کو روکا آخر یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ ان تمام مقاموں پر عام
معافی اور مکمل آزادی دیتے ہوئے محمد بن قاسم ملتان قلعہ پر پہونچ گیا۔ یہاں کا
حاکم گور سیہ پسر چندر تھا جو کاکسا کا حقیقی اور داہر کا چچا زاد بھائی تھا۔ دو ماہ
تک اس نے ملتان میں محصور رہ کر لشکر اسلام کا مقابلہ کیا۔ مگر امید کامیابی نہ
دیکھتے ہوئے وہ ملتان سے نکل کر راجہ کشمیر کے پاس چلا گیا۔ اور مسلمانوں نے بزور
بازو ملتان کو فتح کیا۔ محمد بن قاسم نے اہل شہر کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

محمد بن قاسم نے ہر مقام پر شہر کے لوٹنے اور رعایا کے اموال پر قبضہ کرنے سے اپنے سپاہیوں کو باز رکھا۔

محمد بن قاسم اور سرکاری خزانے

محمد بن قاسم ابتک صرف فوجی سامان اور سرکاری روپیہ پر قبضہ کر لیتا تھا۔ مندروں کی مورتیوں کو جو سونے چاندی کی اور جواہرات سے مرصع یعنی جڑی ہوتی تھیں ان کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ برہمن آباد۔ الور۔ ملتان میں سرکاری خزانے اسکے ہاتھ لگتے کیونکہ یہ مرکزی مقامات تھے۔ لیکن ان جگہوں پر ایک ہی صورت پیش آئی وہ یہ کہ ہر راجہ و حاکم پہلے شاہی خزانہ لے کر فرار ہو گئے اُس کے بعد اہل شہر نے دروازہ کھولا۔ سندھ کی مہم میں حجاج بن یوسف نے بہت بڑی رقم صرف کی تھی جو اب تک اس ملک سے وصول نہ ہوئی تھی۔ اور ممکن تھا کہ اس اعتبار سے محمد بن قاسم کو خلیفۃ المسلمین کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا۔ اور اس کو نا اہل اور ناقابل سپہ سالار ٹھہرایا جاتا۔

پوشیدہ خزانہ کا ملنا

محمد بن قاسم کی نیک نیتی کا ثمرہ اس طرح ظہور پذیر ہوا کہ ملتان کا ایک برہمن محمد بن قاسم کے پاس آیا اور کہا کہ اب ہندوؤں کی سلطنت ختم ہو گئی اس لئے میں آیا ہوں کہ آپ کو ایک قدیم خزانہ کا پتہ بتاؤں جس کا حال کسی کو نہیں معلوم محمد بن قاسم اس برہمن کی رہبری میں اُس جگہ پہونچا جہاں کا پتہ بتلایا گیا تھا

اُس جگہ پہونچ کر اُسنے ایک سونے کا بُت موجود پایا جو دو سو تیس من وزنی تھا۔ پھر دیگیں نکلوائیں تو ان میں تیرہ ہزار دو سو من سونا نکلا۔ یہ خزانہ دیبل (کراچی) بندر کی طرف روانہ کیا۔ جہاں جہاز کے ذریعہ وہ بصرہ حجاج بن یوسف کے پاس ہوتے ہوئے دمشق (عرب) خلیفہ المسلمین کے پاس پہونچا۔ اور اس طرح جہازوں پر لائے ہوئے تحفہ تحائف کے بدلے خلیفہ کو یہ سونے کا خزانہ مل گیا۔

محمد بن قاسم کا مشن کامیاب ہوگیا

محمد بن قاسم کا منشاء عرب قیدیوں اور جہازوں کے مال لوٹنے پر راجہ داہر کو سزا دینا تھا۔ قدرت نے صرف راجہ داہر اس کی بداعمالی ہی کی سزا ندی بلکہ عرب قیدیوں کو آزادی دلوادی اور خزانہ کے مال سے جہازوں کے تحفہ تحائف کا بدل دلوادیا۔ اور اِس نقصان کی تلافی کروادی۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ محمد بن قاسم نے جس قدر نقد وجنس وغیرہ مال وخزانہ سندھ سے دارالخلافت میں روانہ کیا وہ اُس روپئے کا جو خلافت اسلامیہ نے مُہم سندھ کے لئے صرف کیا تھا نصف تھا۔ یعنی اس مہم سے خزانۂ خلافت کو کوئی نفع نہیں پہونچا بلکہ نقصان ہی ہوا۔

فتح سندھ کے بعد خلافت اسلامیہ میں انتشار

ملتان کے فتح کے وقت شوال ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف کا عراق میں انتقال ہوگیا۔ حجاج نے فوت ہوتے وقت اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو اپنی جگہ

وائسرائے مقرر کر کے یزید بن ابی کبشہ کو افواج کوفہ و بصرہ کا سپہ سالار اور یزید بن ابو مسلم کو صیغہ مال کا آفیسر مقرر کیا۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کو جب حجاج کے مرنے کا حال معلوم ہوا تو اُس نے حجاج کے مقرر کئے ہوئے عہدہ داروں کو بحال رکھا۔ اور ایک سند محمد بن قاسم کو بھیجا۔ محمد بن قاسم کے پاس حجاج کے فوت ہونے کی خبر اور خلیفہ کی بھیجی ہوئی سند گورنری ملتان ہی میں پہونچ گئی تھی۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک

حجاج کی وفات کے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ممالک مشرقیہ کے تمام گورنران کے پاس احکامات بھیجے کہ اب سلسلۂ فتوحات بند کر دو اور کسی مزید خطرہ میں نہ پڑو۔ مشہور سپہ سالار قتیبہ بن مسلم فاتح چین کے پاس حکم بھیجا جس کی وجہ سے اس نے اپنی پیش قدمی روک دی۔ اس احتیاط کا سبب یہ تھا کہ خلیفہ ولید یہ چاہتا تھا کہ اس کا لڑکا تخت پر بیٹھے اور اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک کامیاب نہ ہو۔ حجاج خلیفہ ولید کا اس معاملہ میں بڑا حامی تھا اور سلیمان بن عبدالملک کی کوششوں کو ناکامیاب بنا دیتا تھا۔ حجاج کے بعد اب صرف محمد بن قاسم اور قتیبہ یہ دو مشہور گورنر اس کی مدد کو رہ گئے تھے وہ یہ چاہتا تھا کہ یہ دونوں مشہور سپہ سالاران اطمینان میں ہو کر بوقت ضرورت کام دیں۔ حجاج بن یوسف کے مرنے کے سات ماہ بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک کا انتقال جمادی الاوّل ۹۶ھ میں ہو گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک خلیفہ اسلام ہو گیا۔ محمد بن قاسم نے اپنی معزولی کے پہلے ملتان سے کیرج مقام کو فتح کیا اور اس طرح سندھ کی فتح مکمل ہو گئی۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کا انتقام

سلیمان بن عبد الملک اچھی طرح جانتا تھا کہ حجاج کا گروہ سب یزید بن ولید کے موافق ہے اور اس گروہ سے ہمیشہ خطرہ رہیگا۔ اس لئے اس نے حجاج کے طرفداروں کی قوت کو ختم کرنا شروع کیا اور تمام حجاجی سرداروں کو معزول کیا۔ سپہ سالار قتیبہ بن مسلم فاتح چین کو شہید کروا ڈالا۔ سندھ سے محمد بن قاسم کو معزول کر کے بلوایا۔ اور عراق کی گورنری پر صالح بن عبد الرحمن کو مقرر کیا جو حجاج کا جانی دشمن تھا۔ محمد بن قاسم خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کے پاس پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ عبد الرحمن نے محمد بن قاسم کو واسط کے جیلخانے میں قید کر کے قتل کرا دیا۔

محمد بن قاسم کی عظیم شخصیت

اوپر کے تمام حالات پڑھنے کے بعد جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ محمد بن قاسم ہندوستان میں صرف ساڑھے تین سال رہا۔ اور اسی قلیل مدت میں اس نے تمام ملک سندھ کو فتح بھی کیا اور ایسا اچھا نظام سلطنت قائم کیا تو حیرت ہوتی ہے اور یہ حیرت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب یہ تصور کیا جاتا ہے کہ محمد بن قاسم کی عمر سندھ میں داخل ہوتے وقت سترہ سال کی تھی اور جب یہاں سے رخصت ہوا ہے تو بیس یا اکیس سال کی عمر ہوگی۔ محمد قاسم نے نہ کوئی شہر لوٹا اور نہ بلا وجہ کوئی خونریزی کی۔ کسی کو زبردستی مسلمان نہ کیا اور نہ کوئی مسلمان ہونیکے بعد مرتد ہوا۔ فتح ملتان کے وقت اسلامی فوج میں نومسلموں کی تعداد زاید تھی سوائے مولانا اسلامی کے۔ سپہ سالاران کاکا۔ موکا۔ سی ساگر کاکسا وغیرہ ہندو

سرداران پر اتنا بھروسہ کیا جتنا کہ وہ مسلمان سرداروں پر کرتا تھا۔ وہ ہندو مسلم دونوں پر اعتماد رکھتا تھا۔ اسکی شہادت پر تمام ملک سندھ نے رنج کیا۔

محمد بن قاسم کی پرستش

شہر کیرج کے ہندوؤں اور بدھوں نے اپنے شہر میں محمد بن قاسم کا ایک بُت بنا کر رکھا اور اسکی پرستش شروع کر دی۔

محمد بن قاسم کے متعلقین

محمد بن قاسم چونکہ دربار خلافت سے فوری طلبی پر بلا توقف سندھ سے روانہ ہو گیا تھا اور اسکو پہلے سے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی مخالفت و عداوت کا حال معلوم تھا لہٰذا روانگی کے وقت اپنی بیوی رانی لادی اور اپنے نوزائیدہ بچے جس کا نام اُس نے عمر بن محمد بن قاسم رکھا تھا یہیں اپنے دوستوں کے پاس چھوڑ گیا۔ اور سندھ میں عمر بن محمد بن قاسم نے بعد کو بڑے بڑے کارنامے کئے جس کا حال دوسرے حصہ "ہندوستان قدیم اور اسلام" میں تحریر ہوگا۔

محمد بن قاسم کے ساتھی

محمد بن قاسم کے ساتھ جو عراقی و شامی عرب آئے تھے وہ زیادہ تر شہید ہو گئے تھے اور جو بچے تھے اُنھوں نے محمد بن قاسم کے بعد اپنے وطن کو واپس جانا چاہا۔ مگر خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کا حکم امتناعی آ گیا کہ:-

"تمکو سندھ سے واپس آنے کی اجازت نہیں ہو۔ اگر آؤ گے تو بلا تامل قتل کر دیے جاؤ گے"۔

خلیفہ سلیمان کو خطرہ تھا کہ یہ عرب آکر محمد بن قاسم کی موافقت میں پروپگنڈا کر کے کوئی شورش نہ پیدا کر دیں۔ ان عربوں نے سندھ میں اپنی زندگی خاموشی سے گزارنا شروع کی۔ اسطرح کوئی دولت و مال علاوہ خزانہ کے عربوں کیساتھ سندھ سے نہیں گیا۔

"آئندہ سندھ میں کیا ہوا۔ دوسرے حصہ ہندوستان قدیم اور اسلام میں دیکھئے"

جو حضرات اس تحریک "ہندوستان قدیم اور اسلام" سے متفق ہوں اور وہ ہندوستان میں غیر فرقہ وارانہ فضا کو مفید سمجھتے ہوں اُن سے حسب ذیل گذارش ہے۔ کہ اگر:-

۱۔ ان کے پاس بذریعہ ڈاک یہ پمفلٹ "ہندوستان قدیم اور اسلام" پہونچے تو وہ اپنے یہاں کے مسلمانوں سے اس کے متعلق مشورہ کریں اور اور دوسرے برادران اہل ہنود کو بھی دکھلا دیں اور سُنا دیں۔ اگر وہ اسکو مفید سمجھیں تو اس پمفلٹ کی اشاعت اپنے حلقہ میں وقت کی ضرورت سمجھ کر فرما دیں۔ اور نیازمند کو اطلاع دیں۔

۲۔ جن صاحب کے پاس "ہندوستان قدیم اور اسلام" حصہ اوّل ہو وہ براہ مہربانی نیازمند کو اطلاع دیں تاکہ آئندہ حصہ دوم تیار ہونے پر ان کی خدمت میں روانہ کیا جاوے۔

اس کی مقررہ قیمت ۸ر (آٹھ آنہ) ہے۔ جو صاحب بطور امداد اس سے زائد رقم بطور امداد عطا کرینگے اُس سے ہندی زبان میں یہ پمفلٹ شایع کروایا جاویگا۔
یہ پمفلٹ تقسیم کرنے کے لئے جو صاحب منگوائینگے اُن کے ساتھ قیمت میں خاص رعایت کی جاویگی۔

خواجہ خلیل احمد شاہ
محلہ سید واڑہ۔ بہرایچ۔ یو۔ پی
۸ مئی ۱۹۵۴ء

پبلشر:۔ خواجہ خلیل احمد شاہ۔ محلہ سید واڑہ بہرائچ۔

پرنٹر:۔ محمد احسان الحق پروپرائٹر اکلیل پرنٹنگ پریس۔ بہرائچ

تعداد طبع پہلی مرتبہ بماہ مئی ۱۹۵۴ء۔ ۲۰۰۰ کاپی

قیمت فی جلد............... (آٹھ آنہ) ۸؍